از عدالتِ عظمیٰ

تلسی سنگھ

بنام

پنجاب کی ریاست

تاریخ فیصلہ: 7 اگست 1996

[ایم کے مکھرجی اور ایس پی کردو کر، جسٹس صاحبان]

مجموعہِ تعزیراتِ بھارت 1860:

دفعہ 30- قتلِ عمد- خصوصی عدالت کے ذریعے مقدمہ -ٹرائل کورٹ ملزم کے اقبالِ جرم جرم اور طبی شواہد کی بنیاد پر اثباتِ جُرم ریکارڈ کرتی ہے- مانا گیا کہ اقبالِ جرم جرم دفعہ 164(2) سی آر پی سی کے تقاضوں کے مطابق درج نہ کیا گیا ہے" خصوصی عدالت نے اقبالِ جرم جرم کو رضاکارانہ طور پر قبول کرنے کا جواز پیش نہیں کیا۔ ملزم کے خلاف درج کی گئی اثباتِ جُرم اور سزا کو الگ کر دیا گیا۔

مجموعہ ضابطہ فوجداری 1973

Basharat Saleem
2025.06.27 14:16
I attest to the accuracy and integrity of this document

دفعہ 164(2) اور (4)- اعتراف- ٹرائل کورٹ کے ذریعے اثباتِ جُرم جس کی بنیاد پر- جوڈیشل مجسٹریٹ کے ذریعے درج کیے گئے اقبالِ جرم جرم میں اس بات کا کوئی اشارہ نہیں ہے کہ اس نے اس بات سے مطمئن ہونے کے بعد ریکارڈ کیا تھا کہ ملزم رضاکارانہ بیان دے رہا تھا اور اس نے ملزم کو مطلوبہ احتیاط دی تھی۔ مانا جاتا ہے کہ یہ اقبالِ جرم جرم درج کرنے کے لیے بنیادی پیشگی تقاضے ہیں اور اسے درج کرنے کے بعد ذیلی دفعہ (4) کے مطابق محض توثیق ذیلی دفعہ (2) کے تقاضوں کو پورا نہیں کرے گی- چونکہ دفعہ 164(2) کے دو تقاضوں میں سے کسی کی بھی تعمیل نہیں کی گئی ہے، اس لیے ٹرائل کورٹ نے اقبالِ جرم جرم کو رضاکارانہ تسلیم کرنے اور ملزم کے خلاف کسی اور مجرمانہ ثبوت کی عدم موجودگی میں اثباتِ جُرم ریکارڈ کرنے میں بالکل بھی جواز پیش نہیں کیا۔

فوجداری اپیلیٹ کا دایرہ اختیار: فوجداری اپیل نمبر 589، سال 1986۔

کیس نمبر 84/64 ٹی نمبر 85/18 اور ایف آئی آر نمبر 151، سال 1984 میں فیروزپور کی خصوصی عدالت کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل کنندہ کی طرف سے او پی کھلر اور آر سی کوہلی۔

جواب دہندہ کے لیے آر ایس سوری کے لیے ایچ ایم سنگھ۔

عدالت کا مندرجہ ذیل حکم دیا گیا:

ہمارے سامنے اپیل کنندہ تلسی سنگھ کو اس کی بیوی چھندر کور کے قتلِ عمد کے الزام میں خصوصی عدالت فیروزپور کے سامنے پیش کیا گیا۔ مقدمے کی سماعت اپیل کنندہ کے خلاف آئی پی سی کی دفعہ 302 کے تحت درج اثباتِ جُرم اور سزا کے حکم کے ساتھ ختم ہوئی اور اس سے ناراض ہو کر اس نے فوری اپیل دائر کی ہے۔

Basharat Saleem
2025.06.27 14:16
I attest to the accuracy and
integrity of this document

قتلِ عمد کے کسی چشم دید گواہ کی عدم موجودگی میں، استغاثہ نے اپنا مقدمہ اپیل کنندہ کے جوڈیشل مجسٹریٹ کے سامنے کیے گئے اقبالِ جرم جرم اور ڈاکٹر کے ثبوت پر رکھا جس نے متوفی کا پوسٹ مارٹم کیا اور رائے دی کہ اس کی موت قتلِ عمد عام تھی۔

متنازعہ فیصلے سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اپیل کنندہ نے اس حقیقت پر اختلاف نہیں کیا کہ اس کی بیوی کو قتل عام کا سامنا کرنا پڑا۔ تاہم، اس نے کہا کہ وہ قتلِ عمد کا ذمہ دار نہیں تھا، اور نہ ہی اس نے اس سلسلے میں کوئی رضاکارانہ اقبالِ جرم کیا جیسا کہ استغاثہ نے الزام لگایا ہے۔ تاہم، خصوصی عدالت نے اپیل کنندہ کے ذریعے کیے گئے اقبالِ جرم کو رضاکارانہ اور سچا پایا اور صرف اسی پر انحصار کرتے ہوئے اپیل کنندہ کو مجرم قرار دیا۔

اس اپیل کی حمایت میں اپیل گزار کی جانب سے جس واحد نکتے پر زور دیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ خصوصی عدالت اقبالِ جرم جرم کو ثبوت کے طور پر پیش کرنے میں جائز نہیں تھی-اس پر بہت کم انحصار-کیونکہ یہ دفعہ 164 سی آر پی سی کی دفعات کے مطابق درج نہیں کیا گیا تھا۔ اس دلیل کی وضاحت کرتے ہوئے پیش کیا گیا ہے کہ اقبالِ جرم جرم ریکارڈ کرنے سے پہلے ماہر مجسٹریٹ شری او پی گرگ (پی ڈبلیو 1) نے اپیل گزار کو یہ نہیں سمجھایا کہ وہ اقبالِ جرم جرم کرنے کا پابند نہیں ہے اور اگر اس نے ایسا کیا تو اسے اس کے خلاف استعمال کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی اس نے خود کو مطمئن کرنے کے لیے کوئی سوال اٹھایا کہ اقبالِ جرم رضاکارانہ طور پر کیا جا رہا ہے، جیسا کہ دفعہ 164 سی آر پی سی کی ذیلی دفعہ (2) کے تحت ضروری ہے۔

اس بات کا پتہ لگانے کے لیے کہ آیا مذکورہ بالا دلیل ریکارڈ کے مطابق ہے یا نہیں، ہم نے مجسٹریٹ کے ثبوت کے ساتھ ساتھ اقبالِ جرم جرم کو بھی احتیاط سے دیکھا ہے (نمائش پی / 6)۔ اس پر غور کرنے پر ہمیں پتہ چلتا ہے کہ اس کی گرفتاری کے بعد اپیل کنندہ کو 16 جون 1984 کو مجسٹریٹ کے سامنے پیش کیا گیا اور تفتیشی افسر کی استدعا پر ایک ہفتے کے لیے پولیس تحویل میں بھیج دیا گیا۔ اس کے بعد انہیں 22 جون 1984 کو مجسٹریٹ کے سامنے پیش کیا گیا جب انہوں نے رضاکارانہ طور پر اقبالِ جرم جرم کیا۔ مجسٹریٹ نے اسے اس ہدایت کے ساتھ عدالتی تحویل

Basharat Saleem
2025.06.27 14:16
I attest to the accuracy and integrity of this document

میں بھیج دیا کہ اسے اگلی تاریخ یعنی 23 جون 1984 کو پیش کیا جائے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس دن اسے پیش کیے جانے کے فوراً بعد دانشور مجسٹریٹ نے اس کا اقبالِ جرم درج کیا۔ اگرچہ ماہر مجسٹریٹ نے گواہی دی کہ اقبالِ جرم جرم ریکارڈ کرنے سے پہلے اس نے خود کو مطمئن کیا کہ ملزم (اپیل کنندہ) رضاکارانہ بیان دے رہا تھا اور مناسب احتیاط کے بعد اس نے اسے ریکارڈ کیا، اقبالِ جرم جرم کہیں بھی اس بات کی نشاندہی نہیں کرتا ہے کہ آیا اسے ریکارڈ کرنے سے پہلے اس نے اسے مطلوبہ احتیاط دی تھی اور خود کو مطمئن کرنے کے لیے سوالات کیے کہ یہ رضاکارانہ طور پر کیا جارہا تھا۔ دفعہ 164 سی آرپی سی کی ذیلی دفعہ (2) کے تحت اقبالِ جرم جرم درج کرنے کے لیے یہ بنیادی پیشگی تقاضے ہیں اور اسے درج کرنے کے بعد ذیلی دفعہ (4) کے مطابق محض توثیق سابقہ ذیلی دفعہ کے تقاضوں کو پورا نہیں کرے گی۔ چونکہ دفعہ 164 (2) سی آرپی سی کے دو تقاضوں میں سے کسی کی بھی تعمیل نہیں کی گئی ہے اس لیے ہمارے پاس یہ فیصلہ کرنے کا کوئی دوسرا متبادل نہیں بچا ہے کہ خصوصی عدالت اقبالِ جرم جرم کو رضاکارانہ طور پر قبول کرنے میں بالکل جائز نہیں تھی۔ ایک بار جب اقبالِ جرم جرم کو غور سے باہر چھوڑ دیا جاتا ہے کیونکہ اسے ہونا پڑتا ہے تو اپیل کنندہ کے خلاف کسی دوسرے مجرمانہ ثبوت کی عدم موجودگی میں متنازعہ اثباتِ جُرم کو برقرار نہیں رکھا جاسکتا۔

نتیجے میں، ہم اس اپیل کی اجازت دیتے ہیں، اپیل کنندہ کے خلاف درج کردہ اثباتِ جُرم اور سزا کو کالعدم قرار دیتے ہیں۔ اپیل کنندہ، جو ضمانت پر ہے، کو اس کے ضمانت بانڈ سے فارغ کر دیا جاتا ہے۔

اپیل کی اجازت دی گئی۔

Basharat Saleem
2025.06.27 14:16
I attest to the accuracy and integrity of this document